یہ سڑکیں

سید ضمیر جعفری

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
زائد المیعاد	جس کا مقررہ وقت ختم ہو چکا ہو	گرداب	بھنور
مادرپدرآزاد	جس کا کوئی پرسانِ حال نہ ہو	بپھر کر	بے قابو ہوکر
صید	شکار	رستم وسہراب	ایران کے دو مشہور پہلوان
دم باراں	بارش کا وقت		
خار	کانٹے	ہرچہ باداباد	جو ہوگا سو ہوگا

اشعار کی تشریح

شعر نمبر-1

زمیں پر آدمی کی اوّلیں ایجاد یہ سڑکیں　　پرانے وقت کے بغداد کی اولاد یہ سڑکیں

مرمت کی حدوں سے زائد المیعاد یہ سڑکیں　　ہمارے شہر کی مادرپدر آزاد یہ سڑکیں

تشریح:

اس طنزیہ نظم کے اس بند میں شاعر سید ضمیر جعفری-----------------------------------

پرانے زمانے کی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہماری سڑکیں اتنی بوسیدہ ہیں کہ جیسے یہ زمین پر قدم رکھنے والے انسان کی پہلی ایجاد ہو۔ اگر زمین پر کوئی شے سب سے پہلے ایجاد ہوئی تو وہ یہ سڑکیں ہیں۔ سڑکیں آدمی کی اوّلین ایجاد ہیں۔ ان کو دیکھ کریوں لگتا ہے جیسے آدمی پرانے بغداد میں آگیا ہو جس کو چنگیزخان اور ہلاکو خان نے تباہ وبرباد کردیا تھا۔ مگر اب اتنا عرصہ گزرنے کے بعد یہ سڑکیں آثار قدیمہ بن گیں ہیں۔ انھیں تعمیر کرتے ہوے ان کے لیے پایداری کا جو وقت مقرر کیا گیا تھا وہ بھی گزر چکا ہے۔ ہر قدم پر ان سڑکوں میں انسان کو کھا جانے والی کھایاں موجود ہیں۔ گڑھوں میں پانی بھرنے سے یوں عجیب و غریب تصادیر نظر آتی ہیں جیسے مانی، بہزاد اور چغتائی نے ان کو بنایا ہے۔ یہ لاوارث سڑکیں اگرچہ لوگوں کی آسانی کے لیے بنائی گی ہیں۔ مگر اب یہ انسانی زندگی کے لیے خطرہ بن چکی ہیں۔ کیونکہ ان سڑکوں پر چلنے والے لوگ گرتے پڑتے اور پھسلتے ہوے آگے جاتے ہیں اور حادثے کا شکار ہو کر جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔

شعر نمبر-۲

دمِ بارانِ رحمت گرد کا گرداب ہوجانا　　گڑھوں کا پھیل کر تالاب درتالاب ہوجانا

بپھر کرنالیوں کا "رستم و شاداب "ہوجانا　　محلے کے گلی کوچوں کا زہرہ آب ہوجانا

مہینوں تک برنگِ ہرچہ بادا باد یہ سڑکیں

تشریح:

شاعر کہتا ہے کہ ان سڑکوں پر گردو غبار کا ایک طوفان اُٹھتا ہے۔ لیکن جب رحمت کی بارش برستی ہے تو یہ ساری گرد گرداب میں تبدیل ہوجاتی ہے۔ کیونکہ یہ سڑکیں ہر حال میں اللہ تعالی کی رضا پر خوش اور راضی ہیں۔ سڑکوں پہ موجود لاتعداد گڑھے پانی کی کثرت سے یوں پھیل جاتے ہیں جیسے پانی کا بہت بڑا تالاب ہوا اور اس میں بھنور موجود ہو۔ سڑک کے کنارے پانی کے نقاس کی نالیاں پانی سے اس قدر بڑھ جاتی ہیں اور پانی اس قدر زوروشور سے بہتا ہے کہ گویا ایران کے دو قدیم پہلوان رُستم اور سہراب رُعب اور دبدبے سے میدان میں لڑنے کے لیے اُترے ہیں۔ پھر مہینوں تک یہ سڑکیں تالاب بنی رہتی ہیں اور پر چلنے والے یہ نعرہ لگاتے ہیں کہ جو کچھ بھی ہوگا دیکھا جاے گا لیکن ہمیں بہرحال آگے بڑھنا ہوگا۔محلے کی گلیاں اور کوچے پانی کے شدید بہاو کا یہ منظر دیکھ کر خوفزدہ ہوجاتے ہیں اور پھر کی مہینے گزرنے کے باوجود اس پانی کے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہوتا۔ ان سڑکوں پر چلنے والے نعرہ لگاتے ہوئے کہتے ہیں کہ جو کچھ ہوگا دیکھا جاے گا۔ ہمیں ہر صورت میں آگے بڑھنا ہوگا۔

شعر نمبر-3

بہر گامے سڑک کھا جانے والی کھائیاں دیکھو　　چٹختے راستوں کی ٹوٹتی انگڑائیاں دیکھو

کھڑی اُونچائیوں کے پیٹ میں گہرائیاں دیکھو　　گڑھوں کی جا بجا بہزادیاں، چغتائیاں دیکھو

نقوشِ مانی و چغتائی، و بہزاد یہ سڑکیں

تشریح:

شاعر کہتا ہے کہ ان سڑکوں میں قدم قدم پر کھایاں بنی ہوئی ہیں اور کھڈے پڑ گیے ہیں۔یہ سڑک ہر قدم پر ایسے گہرے کھڈوں سے بھری ہے جیسے خطرناک کھایاں ہوں۔ یہ ٹوٹے پھوٹے راستے یوں پیچ درپیچ مڑے ہوے ہیں جیسے کوئی انگڑائی لے رہا ہو۔یہ کھڈے گزرنے والوں کے لیے انتہائی خطرناک ہیں۔ ان پر موجود

گڑھوں کو دیکھ کریوں لگتا ہے جیسے یہ ایران کے مشہور مصوروں مانی وبہزاو اور پاکستان کے مشہور مصور عبدالرحمن چغتائی کے بناے پینٹنگز ہیں۔ یہ کھڈے گزرنے والے کے لیے انتہائی خطرناک ہیں۔ یہ کسی بھی وقت کسی حادثے کا پیش خیمہ بن سکتی ہیں۔ یہ سڑکیں مصوری اور فنکاری کا اعلی نمونہ ہیں

شعر نمبر-4

ہم ان سے حلم وصبروشکر کا پیغام لیتے ہیں　　کہ جب چلتے ہیں کم ازکم خُدا کا نام لیتے ہیں

یہ کام آئیں نہ آئیں ہم انھی سے کام لیتے ہیں　　"گلوں سے خار بہتر ہیں، جو دامن تھام لیتے ہیں"

ہم ان سے مطمئن ہیں اور ہم سے شادیہ سڑکیں

تشریح:

شاعر نظم کے اس بند میں کہتے ہیں کہ جب ہم اپنے علاقے کی ٹوٹی پھوٹی سڑکیں دیکھتے ہیں تو ان سے صبر و شکر اور بُردباری کا سبق حاصل کتے ہیں۔ ان سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہزار مشکل جی پر آے ہمیں صبرو تحمل سے کام لینا چاہیے۔ ان پر موجود گردوغبار، پانی، کیچڑ وغیرہ کی وجہ سے ہر شخص اللہ کا نام لیتا ہے کہ یااللہ خیر اور یااللہ آپ ہی ہمارے حامی وناصر ہوں۔ ان سڑکوں پر چلتے کم ازکم ہمارا ایمان پختہ ضرور ہوجاتا ہے اور ہمیں اپنے رب کو یاد کرنے کا موقع ملتا ہے۔یہ سڑکیں اگر ہمارے کام نہیں آتیں تو نہ آییں ہم تو ان سے کام لیتے ہیں نا۔ یہ سڑکیں ناکارہ اور خستہ ہونے کے باوجود ہمارے کام آرہی ہیں۔ یہ ان کانٹوں کی طرح ہیں جو پھولوں کی طرح اپنے عاشق سے بے وفائی نہیں کرتے بلکہ اپنے چاہنے والوں سے بہرصورت نباہ کرتے رہتے ہیں۔گویا اس مقام پر یہ کہتے ہیں کہ پھولوں سے کانٹے اچھے ہوتے ہیں، پھولوں کی طرح ساتھ نہیں چھوڑتے بلکہ دامن پکڑ کر اپنایت کا احساس دلاتے ہیں۔ اس لیے ہم ان سڑکوں سے بہت مطمئین ہیں اوریہ ہمارے لیے دلی سکون کا باعث ہیں اسی طرح یہ بھی ہم سے بہت خوش ہیں کیونکہ ہمارا اور ان کا ساتھ بہت پُرانا ہے۔

مشق

سوال نمبر۱۔ نظم میں شہر کی سڑکوں کا نقشہ کس طرح کھینچا گیا ہے؟

جواب: شاعر نے سڑکوں کے بارے میں فرمایا یہ سڑکیں زمانہ قدیم سے تعلق رکھتی ہیں جیسے یہ پُرانے بغداد کی سڑکیں ہیں۔ بارش کے دنوں میں بنے گھڑوں میں جمع شدہ پانی بھنور اور تالاب کا منظر پیش کرتے ہیں۔ اس پر بنے گھڑوں اور ڈراڑوں کو دیکھ کریوں لگتا ہے جیسے مشہور مصوروں مانی ،بہزاد اور چغتائی نے پینٹنگز بنائی ہوں۔ یہ سڑکیں مصوری اور فنکاری کا اعلی نمونہ ہیں۔

سوال نمبر۲۔ نظم "یہ سڑکیں "کا خلاصہ لکھیں۔

جواب: خلاصہ

شاعر ضمیر جعفری سڑکوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ ہمارے علاقے کی سڑکیں بہت پرانے زمانے کی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہماری سڑکیں اتنی بوسیدہ ہیں کہ جیسے یہ زمین پر قدم رکھنے والے انسان کی پہلی ایجاد ہو اگر زمین پر سب سے پہلے کوئی شے ایجاد ہوئی تو وہ یہ سڑکیں ہیں۔سڑکیں آدمی کی اوّلین ایجاد ہیں سید ضمیر جعفری نے طنزیہ ومزاحیہ انداز میں اپنے علاقے کی سڑکوں کی صورتحال بیان کی ہے۔اور فرمایا ہے کہ ہمارے شہر کی سڑکیں اتنی پرانی ہیں کہ جب آدمی نیا نیاپیدا ہوا تھا اور دنیا نی نی بنی تھی تو یہ سڑکیں پہلے پہل اسی انسان نے بنائی تھیں۔ ان کی مرمت کی گارنٹی کا وقت بہت پہلے پورا ہو چُکا ہے۔یوں لگتا ہے جیسے یہ سڑکیں پہلے پہل انسان نے بنائی تھی۔ان کی مرمت کی گارنٹی کا وقت بہت پہلے پورا ہو چُکا ہے۔یوں لگتا ہے جیسے یہ پرانے بغداد کے زمانے کی ہیں۔ اس کے حدوقیود بھی متعین نہین ہیں۔ یہ شکار کی طرح نظر آتی ہیں لیکن دراصل اس پر چلنے والے لوگ خود شکار ہوجاتے ہیں۔ جب بارش برستی ہے تو ان کے گڑھوں

میں اتنا پانی بھر جاتا ہے کہ یہ سیلاب میں بھنور کی شکل اختیار کرلیتے ہیں۔اردگرد کی نالیاں پانی سے بھر کر یوں شور کرتی ہیں جیسے رستم وسہراب کی لڑائی ہورہی ہو۔ پرقدم ان سڑکوں میں انسان کو کھا جانے والی کھایاں موجود ہیں۔ گھڑوں میں پانی بھرنے سے یوں عجیب وغریب تصاد ویر نظر آتی ہیں جیسے مانی،بہزاد اور چغتائی نے ان کو بتایا ہے۔ان سڑکوں سے ہم صبروشکر سیکھتے ہیں۔ کیونکہ یہ انسان کو خدائی کی یاد دلاتی ہیں۔ یہ ان کانٹوں کی طرح ہیں جو انسان کا دامن تھام لیتے ہیں اور کبھی بھی انسان کے ساتھ پھولوں کی طرح بے وفائی نہیں کرتے۔ ہم ان سڑکوں اور یہ سڑکیں ہم سے بہت خوش ہیں، کیونکہ ان کا اور ہمارا برسوں پرانا رشتہ ہے۔ یہ سڑکیں پھولوں کی طرح بے وفا نہیں بلکہ کانٹوں کی طرح ہمارے دامن کو پکڑ لینے والی ہیں۔ ہم ان سے خوش اور مطمن ہیں۔ کیونکہ یہ ہر حال میں ہمارا ساتھ دیتی ہیں۔

سوال نمبر۳۔ تلمیح سے مراد شاعری میں کسی تاریخی یا کردار کا ذکر ہوتا ہے، اس نظم میں شاعر نے کون سی تلمیحات بیان کی ہیں؟

جواب: اس نظم میں بغداد، رستم وسہراب، مانی، بہزاد، چغتائی کی تلمیحات استعمال ہوئی ہیں۔

(الف) بغداد:

بغداد عباسی خلافت کا دارلحکومت تھا۔اس کی آبادی تقریباً ایک لاکھ رہاشی تھی اور ساٹھ ہزار سپاہیوں کی ایک فوج اس شہر کا دفاع کرتی تھی۔ ۸۵۲۱ء میں منگولوں کے ہاتھوں بغداد کی تباہی اور خلافتِ عباسیہ کے خاتمے کو سقوط بغداد کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بغداد کا محاصرہ جو ۸۵۲۱ء میں ہوا ایک حملہ، جارحیت اور بغداد شہر کی بربادی تھا، اس حملہ نے بغداد کو مکمل طور پر برباد کردیا باشندے جن کی تعداد تقریباً ایک لاکھ تھی کو حملے کے دوران قتل کیا گیا، اور شہر جلادیا یہاں تک کہ بغداد کے کتب خانے بھی چنگیزی افواج کے حملوں سے محفوظ نہ تھے بیت المقدس بھی شامل ہے انہوں نے مکمل طور پر کتب خانے تباہ کر ڈالے۔ ہلاکو خان کی زیر قیادت منگول افواج نے خلافت عباسیہ کے دارلحکومت بغداد کا محاصرہ کر کے شہر فتح کرلیا اور عباسی حکمران مستعصم باللہ کو قتل کردیا۔ شہر میں لاکھوں مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا اور کتب خانوں کو نذر آتش اور دریابرد کردیا گیا۔

(ب) رستم و سہراب:

دونوں جنگجو پہلوان ہیں۔ طاقت اور جرءات کی مثال ہیں۔ رستم ایران کا مشہور افسانوی ہیرو، حاکم اور پہلوان تھا۔ اسے رستم داستاں بھی کہا جاتا ہے۔ سیستان کا پوتا اور زال کا بیٹا تھا۔ ماں کا نام رودابہ جو کابل کے بادشاہ کی بیٹی تھی۔ اس کی طاقت اور شجاعت کے کارنامے ایران اور توران کی لڑایوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ فارسی ادب میں کثرت سے اس کا ذکر موجود ہے اس تورانی بادشاہ افرسیاب کو باربار شکست دی اور کیانی خاندان کے بانی کیقباد کو ایران کے تخت پر بٹھایا۔ پھر جب دیوسپید نے کیکاوس کو شکست دی تو رستم اس کی مدد کو نکلا۔ رہ میں اس نے سات مہمیں سرکیں جو "ہفت خوان رستم "کے نام سے مشہور ہیں۔ اپنے مشہور گھوڑے رخش پر سوار ہو کر اس نے اژدنگ دیو اور دیو سید کو قتل اور کیکاوس کو فتح یاب کیا۔ افرسیاب سے جنگ میں اس کا بہادر بیٹا سہراب اسی کے ہاتھوں قتل ہوا۔ آخر عمر میں گستاسپ کے بیٹے اسفندیار کو مقابلے میں شکست دی اور جان سے مارا۔ کچھ عرصے کے بعد ایک گڑھے میں گر کر ہلاک ہوا جو اس کے بھائی نے کھدوایا تھا۔ رستم کے کارناموں کی داستان فردوسی کے شاہنامے میں تفصیل سے درج ہے۔

(ج) بہزاد:

کمال الدین بہزاد جس نے اپنی خداداد صلاحیتوں کی بنا پر ایرانی دبستان مصوری اور نقاشی کی بنیاد رکھی۔ کمال الدین بہزاد ایران کے مشہور ترین مصوروں میں شمار ہوتا ہے۔ مختصر تصاویر بنانے میں کمال رکھتا تھا۔ ابتدا میں ہرات میں سلطان حسین مرزا بایقرا کے دربار سے منسلک رہا۔ پھر صفیوں کے غلبے کے بعد ان کے دربار میں ملازم ہوا۔ اور شاہی کتب خانے کا خازن مقرر ہوگیا۔ بہزاد کی تصویروں میں خطوط کی نفاست اور زیبائی دیکھ کر زہن کے افق پر چینی فن کاروں کی یاد ابھرتی ہے۔ اس نے تیمور نامہ، بوستان سعدی اور نظامی کی تصانیف کو مصور کیا تھا۔ میر سید علی "جسے ہمایوں اپنے ہمراہ ہندوستان لایا "بھی بہزاد کا شاگرد تھا۔ 1524ء میں زندہ تھا۔

(د) چغتائی:

لاہور کا رہنے والا عبدالرحمن چغتائی مصوری میں بہت بڑی شہرت کا مالک ہے۔ اس کی تصویریں اکثر عجاب گھروں میں رکھی جاچکی ہیں۔ عبدالرحمن چغتائی لاہور میں 1897ء میں پیدا ہوئے۔ مصوری کی تعلیم لاہور اور بیرون ملک سے حاصل کی تھی چغتائی نے بدھ، ہندو، اسلام ،مغل اور پنجاب کے موضوعات پر تصویرں بنائیں۔چغتائی نے رنگوں میں شاعری کی۔ ان کی تصویریں دنیا کی ممتاز آرٹ گیلریوں میں موجود ہیں۔ اقبال، پکاسو اور ملکہ ایلیزبتھ دوم بھی ان کے فن کے معترف تھے۔ 1924ء میں ویملے شو میں تقریباً 25ملین افراد نے آپ کے فن پارے دیکھے۔ آپ کے مشہور ترین کاموں میں پاکستان کے سرکاری ٹیلی وژن اور ریڈیو چینل کے لیے شارے (لوگو) اور 1992ء کے ایک ڈرامے کے لیے تیار کی گئی انارکلی کی تصویر ہے۔انہوں نے کئی ڈاک ٹکٹوں کے لیے بھی مصوری کی۔ آپ کو مصور مشرق کا خطاب دیا گیا۔ آپ کو 1960ء میں ہلال امتیاز سے نوازا گیا جبکہ مغربی جرمنی نے آپ کو 1964ء میں طلائی تمغے سے نوازا۔ آپ 17جنوری1975ء کو لاہور میں انتقال کرگئے۔

(ہ) مانی:

مانی(تیسری صدی کا ایک ایرانی ہے جس نے جھوٹی نبوت کا دعوی کیا اور ایک نے مذہب مانویت کی بنیاد رکھی۔) آج یہ مذہب باقی نہیں لیکن ایک زمانے میں اس کے پیروکاروں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ یہ مذہب قدیم مذاہب کا دلچسپ امتزاج تھا۔ مانی کے مطابق زرتشت، گوتم بدھ اور یسوع مسیح (عیسی) پیغمبر تھے لیکن اس کی صورت میں یہ ایک ہی مذہب میں اب مکمل ہوگیا ہے۔ اس نے ایسی تصویروں کا مجموعہ "ارثنگ "کے نام سے یادگار چھوڑا جس میں جنت اور دوزخ کے مناظر دکھائے گئے تھے اور دعوی کیا یہ سب خدا کی طرف سے ہے۔ یہ مذہب قریب ایک ہزار سال تک قائم رہا۔ مانی واپس ایران آیا، مگر ایک سال زندہ رہ سکا۔ موبدوں نے اس کے خلاف پھر اس کے خلاف شورش کی اور بہرام کو اس کے قتل پر آمادہ کیا۔چناچہ مانی گرفتار ہوا اور بڑی بے دردی سے مارا گیا۔ اس کی زندہ کھال کھینچی گئی اور بھنس بھر کر جندی شاپور شہر کے دروازے پر لٹکادی گئی(572سہ ء)۔ موت کے وقت مانی کی عمر ساٹھ سال تھی۔ اس کے بعد اس کے پیروں پر مصیبت آئی اور ہزاروں کی تعداد میں بے رحمی سے ہلاک ہوئے۔

سوال نمبر۴۔ مصرے کی وضاحت کریں:

پرانے وقت کے بغداد کی اولاد یہ سڑکیں

جواب: اس طنزیہ نظم کے اس مصرے میں شاعر سید ضمیر جعفری سڑکوں کے بارے میں کہتے ہیں کہ ہمارے علاقے کی سڑکیں بہت پُرانے زمانے کی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہماری سڑکیں اتنی بوسیدہ ہیں کہ جسے یہ زمین پر قدم رکھنے والے انسان کی سب سے پہلی ایجاد ہو اگر زمین پر کوئی شے سب سے پہلے ایجاد ہوئی تو وہ یہ سڑکیں ہیں۔سڑکیں آدمی کی اوّلین ایجاد ہیں۔ ان کو دیکھ کریوں لگتا ہے جیسے آدمی پرانے بغداد میں آگیا ہو جس کو چنگیزخان اور ہلاکو خان نے تباہ وبرباد کردیا تھا۔ مگر اب اتنا عرصہ گزرنے گزرنے کے بعدیہ سڑکیں آثارقدیمہ بن گیں ہیں۔

اس سے مراد عراق کا سب سے پرانا شہر بغداد پرانے وقتوں میں تہزیب وتمدن کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ اس مصرع میں شاعر کہتا ہے کہ یہ سڑکیں دراصل اُس وقت کے ترقی یافتہ بغداد کی سڑکوں کے یادگار کے طور پر آج ہم میں موجود ہیں۔ یہ ہمارے شاندار ماضی کا نمونہ ہیں۔

سوال نمبر۵۔ درج زیل کے چارچار ہم قافیہ الفاظ لکھیں۔ ایجاد، گرداب، نگر، قلم، خار

جواب:

الفاظ	ہم قافیہ
ایجاد	اولاد، صیاد، آزاد، برباد، سجاد، متضاد، میلاد
گرداب	سیراب، کامیاب، نایاب، آفتاب، گُلاب، مہتاب
نگر	ڈگر، مگر، جگر، اگر، جاگر، ساگر، رفوگر، چاراگر
قلم	گرم، چہلم، مرہم، نرم، علم، شرم، کرم، فلم، نیلم
خار	وار، انار، اشعار، پار، کار، اقرار، مار، مکار، انکار، شکار، بار

سوال نمبر۶۔ "گلوں سے خار بہتر ہیں، جو دامن تھام لیتے ہیں"

شاعر نے یہ مصرع واوین میں کیوں لکھا ہے؟ وضاحت کریں۔

جواب: شاعر نے یہ مصرع اس لیے واوین (" ") میں لکھا ہے کہ ہی شاعر کا اپنا مصرع نہیں بلکہ کسی اور شاعر کا ہے۔ اس کو تضمین کہتے ہیں۔ تضمین ہونے کی وجہ سے اسے واوین میں لکھا گیا ہے۔ "صنعت تضمین "کا تعلق علم بدیع کی شاخ "ضایع لفظی" سے ہے جس میں الفاظ کے نقش ونگار سے کلام مزین کیا جاتا ہے۔

مخمس:

جس نظم کے ہر بند میں پانچ مصرے ہوں، اُسے "مخمس "کہتے ہیں۔